Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا

فون ۴۹ رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

روزنامہ الفضل ربوہ

یوم ہفتہ

ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی

The Daily
ALFAZL
RABWAH

قیمت فی پرچہ ۳۵ پیسے

جلد ۶۶/۳۱ | ۲۸ رجب ۱۳۹۷ھ ۱۶ وفا ۱۳۵۶ش ۱۶ جولائی ۱۹۷۷ء | نمبر ۱۵۸

ارشادات عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

خدا اپنی تمام خوبیوں کے لحاظ سے واحد لاشریک ہے کوئی بھی اس میں نقص نہیں

وہ آسمان اور زمین کی ہر ایک چیز کا نور ہے اور ہر ایک نور اسی کے ہاتھ سے چمکا اور اسی کی ذات کا پرتو ہے

"قرآن شریف میں ایسی تعلیمیں ہیں کہ جو خدا کو پیارا بنانے کے لئے کوشش کر رہی ہیں کہیں اس کے حسن و جمال کو دکھاتی ہیں اور کہیں اس کے احسانوں کو یاد دلاتی ہیں کیونکہ کسی کی محبت یا تو اس کے حسن کے ذریعہ سے دل میں بیٹھتی ہے اور یا احسان کے ذریعہ سے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ خدا اپنی تمام خوبیوں کے لحاظ سے واحد لاشریک ہے کوئی بھی اس میں نقص نہیں۔ وہ مجمع ہے تمام صفات کاملہ کا اور مظہر ہے تمام پاک قدرتوں کا اور مبداء ہے تمام مخلوق کا اور سرچشمہ ہے تمام فیضوں کا اور مالک ہے تمام جزا سزا کا اور مرجع ہے تمام امور کا۔ اور نزدیک ہے باوجود دوری کے اور دور ہے باوجود نزدیکی کے۔ وہ سب سے اوپر ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ اس کے نیچے کوئی اور بھی ہے۔ اور وہ سب چیزوں سے زیادہ پوشیدہ ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ اس سے کوئی زیادہ ظاہر ہے۔ وہ زندہ ہے اپنی ذات سے اور ہر ایک چیز اس کے ساتھ زندہ ہے، وہ قائم ہے اپنی ذات سے اور ہر ایک چیز اس کے ساتھ قائم ہے، اس نے ہر ایک چیز کو اٹھا رکھا ہے اور کوئی چیز نہیں جس نے اس کو اٹھا رکھا ہو۔ کوئی چیز نہیں جو اس کے بغیر خود بخود پیدا ہوئی یا اس کے بغیر خود بخود جی سکتی ہے۔ وہ ہر ایک چیز پر محیط ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ کیسا احاطہ ہے۔ وہ آسمان اور زمین کی ہر ایک چیز کا نور ہے اور ہر ایک نور اسی کے ہاتھ سے چمکا اور اسی کی ذات کا پرتو ہے۔ وہ تمام عالموں کا پروردگار ہے کوئی روح نہیں جو اس سے پرورش پاتی ہو اور خود بخود ہو۔ کسی روح کی کوئی قوت نہیں جو اس سے نہ ملی ہو اور خود بخود ہو۔ ... قرآن میں ہمارا خدا اپنی خوبیوں کے بارے میں فرماتا ہے قُل ھو اللہ احد اللہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفواً احداً یعنی تمہارا خدا وہ خدا ہے جو اپنی ذات اور صفات میں واحد ہے نہ کوئی ذات اس کی ذات جیسی ازلی اور ابدی .... نہ کسی چیز کے صفات اس کی صفات کی مانند ہیں .... اس کی توحید قائم نہیں ہو سکتی جب تک کہ وہ اپنی ذات کی طرح اپنے تمام صفات میں بے مثل و مانند نہ ہو.... خدا نہ کسی کا بیٹا ہے نہ کوئی اس کا بیٹا ہے کیونکہ وہ غنی بالذات ہے اس کو نہ باپ کی حاجت ہے اور نہ بیٹے کی یہ توحید ہے جو قرآن شریف نے سکھلائی ہے جو مدار ایمان ہے۔"

(لیکچر لاہور صفحہ ۹ تا صفحہ ۱۳)

اخبار احمدیہ

ربوہ ۱۶ وفا: سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور حضرت سیدہ بیگم صاحبہ مدظلہا ۱۴ وفا کو اڑھائی بجے بعد دوپہر بذریعہ موٹر کار جہلم سے ربوہ واپس تشریف لے آئے۔ حضور ایدہ اللہ کی صحت کے متعلق محترم ڈاکٹر صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب کی مرسلہ آج صبح کی اطلاع مظہر ہے:-

طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے الحمد للہ

احباب جماعت التزام کے ساتھ دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ حضور ایدہ اللہ کو صحت و عافیت کے ساتھ لمبی عمر عطا فرمائے، ہمیشہ اپنی حفاظت خاص میں رکھے اور اپنی تائید و نصرت سے نوازتا رہے۔ آمین

ربوہ ۱۵ وفا (جولائی) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج مسجد اقصیٰ میں تشریف لا کر نماز جمعہ پڑھائی نماز سے قبل خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے حضور نے قرآن مجید کی رو سے اس امر پر روشنی ڈالی کہ عقل بھی خدا تعالیٰ کا ایک عطیہ ہے لیکن مجرد عقل خطا سے خالی نہیں ہوتی۔ عقل الہام سے روشنی حاصل کر کے ہی صحیح نتیجہ پر پہنچتی اور انسان کی صحیح رہنمائی کرتی ہے۔ اگر عقل کو آسمانی نور میسر نہ آئے تو پھر عقل اطمینان، سکون اور خوشی و خوشحالی کے سامان کرنے کی بجائے پریشانیوں، دکھوں اور مصائب میں مبتلا کر کے رکھ دیتی ہے۔

حضور نے واضح فرمایا کہ اس زمانہ میں یورپ، امریکہ اور دوسرے ترقی یافتہ ممالک نے مجرد عقل کو ہی کافی خیال کرتے ہوئے خدائی رہنمائی کی ضرورت کا انکار کیا لیکن عقل نے انہیں جن مشکلات و مصائب کے گرداب میں پھنسا کر تباہی کے کنارے لا کھڑا کیا ہے وہ سب پر عیاں ہے۔ ان کی نجات اس قرآنی صداقت کو دل و جان سے قبول کرنے کے ساتھ وابستہ ہے کہ عقل اور نور سماوی جب مل جاتے ہیں تو انسان کے لئے سلامتی کی راہ پیدا ہوتی ہے۔ (باقی صفحہ پر)

ضروری اعلان

ماہ صیام انشاء اللہ ۱۷ ماہ ظہور ۱۳۵۶ش مطابق ۱۷ اگست ۱۹۷۷ء کو شروع ہوگا۔ اس بابرکت مہینہ میں قرآن کریم کے سننے اور سنانے کیلئے نماز تراویح کا انتظام کیا جاتا ہے جو حافظ صاحبان جماعتی نظام کے ماتحت اس رمضان میں قرآن کریم سنانا چاہتے ہیں وہ اپنے نام اور پتہ سے نظارت ہذا کو ۳۱ جولائی تک آگاہ کریں۔ اسی طرح جو جماعتیں نظارت ہذا کے ذریعہ اپنی جماعت کیلئے کسی حافظ صاحب کو بھجوائے جانے کی طالب ہوں وہ بھی نظارت ہذا کو مذکورہ تاریخ تک آگاہ کریں تا پروگرام کے ماتحت ان کو بھجوایا جاسکے۔ (ناظر اصلاح و ارشاد ربوہ)

پبلشر: مسعود احمد۔ پرنٹر: سید عبدالحی۔ مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ۔ مقام اشاعت: دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ

۱۶ وفا ۱۳۵۶ ہش

۱۶ رجولائی ۱۹۷۷ء

"ہر ایک مقام سے بڑھ کر مقام"

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں مومنوں کو بجز اللہ کے اور کسی پر بھروسہ نہ کرنے کی بار بار تلقین فرمائی ہے اور یہ بات اچھی طرح ان کے ذہن نشین کرائی ہے کہ وہ صرف اور صرف اللہ پر ہی بھروسہ کریں۔ بھروسہ کرنے کا حکم اللہ تعالیٰ نے براہِ راست آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی دیا اور آپؐ کی وساطت سے تمام مسلمانوں کو بھی۔ مثال کے طور پر جب اللہ تعالیٰ نے شروع شروع میں آپؐ کو اپنے قریبی رشتہ داروں تک پیغامِ حق پہنچانے کا حکم دیا تو ساتھ ہی یہ تاکید بھی فرمائی کہ آپ اس امر کی پرواہ نہ کریں کہ آپ اکیلے، یکہ و تنہا اور بے سروسامان ہیں بلکہ اپنی کامیابی کے لئے اپنے اللہ پر بھروسہ رکھیں۔ چنانچہ جہاں وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ ج (الشعراء آیت ۲۱۵) کا حکم نازل فرمایا وہاں ساتھ ہی یہ بھی حکم دیا کہ:-

"وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ ۝ لا" (الشعراء آیت ۲۱۸)

ترجمہ: اور غالب اور بار بار رحم کرنے والی ہستی پر توکل کر۔

اس کے بعد بھی جب رفتہ رفتہ لوگ آپؐ کی دعوت کو قبول کرتے اور آپؐ پر ایمان لاتے چلے گئے۔ یہاں تک کہ مدینہ کی طرف ہجرت کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو اچھی خاصی جمعیت عطا کر دی اور مخالفین حق کی تدابیر کے مقابلے میں جس حد تک آپؐ کے لئے ممکن تھا آپؐ بھی جوابی تدابیر بروئے کار لاتے رہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپؐ کو ہر مرحلہ پر بار بار اور بہ تکرار یہی تلقین ہوتی رہی کہ آپؐ تدابیر پر نہیں بلکہ اپنی کامیابی کے لئے اللہ پر ہی بھروسہ رکھیں۔ اسی کی جناب میں جھکیں اور اسی کے حضور دعائیں کریں۔ اس قسم کی آیات اس کثرت سے آتی ہیں کہ ان سب کو یہاں درج کرنا ممکن نہیں ہے۔ مثال کے طور پر ہم یہاں تین آیات درج کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو مخاطب کرکے فرمایا:-

(۱) "وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ وَسَبِّحْ بِحَمْدِهٖ ؕ وَكَفٰى بِهٖ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِيْرًا ۝" (الفرقان آیت ۵۹)

ترجمہ: اور تو اس پر توکل کر جو زندہ ہے (اور سب کو زندہ رکھتا ہے) کبھی نہیں مرتا اور اس کی تعریف کے ساتھ ساتھ اس کی تسبیح بھی کر اور وہ اپنے بندوں کے گناہوں سے خوب واقف ہے۔

(۲) "وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاِلَيْهِ يُرْجَعُ الْاَمْرُ كُلُّهٗ فَاعْبُدْهُ وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ ؕ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝" (ھود آیت ۱۲۲)

ترجمہ: اور آسمانوں اور زمین کا غیب صرف اللہ کو حاصل ہے اور تمام باتیں (انجام کے لحاظ سے) آخر اسی کی طرف لوٹ کر جاتی ہیں۔ پس تو اسی کی عبادت کر اور اسی پر بھروسہ کر اور تیرا رب ان اعمال سے ہرگز غافل نہیں جو تم کرتے ہو۔

(۳) "وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَدَعْ اَذٰىهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۝" (الاحزاب آیت ۴۹)

ترجمہ: اور کافروں اور منافقوں کی بات ہرگز نہ مان اور ان کی ایذا دہی کو نظر انداز کر دے اور اللہ پر توکل کر اور اللہ کارسازی میں کافی ہے۔

اسی طرح مومنوں کو بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے مسلسل یہی ہدایات ملتی رہیں کہ وہ اسباب میسر نہ ہونے کی صورت میں بھی اور ایک حد تک یا پورے طور پر اسباب میسر ہونے کی صورت میں بھی الغرض ہر صورت اور ہر حال میں اللہ پر ہی توکل رکھیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ انہیں اللہ پر ہی کامل بھروسہ رکھنے کی تلقین کرتے ہوئے فرماتا ہے:-

(۱) "اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ فَعَلَيْهِ تَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّسْلِمِيْنَ ۝" (یونس آیت ۸۵)

ترجمہ: اگر یہ بات (درست) ہے کہ تم اللہ پر ایمان لائے ہو تو اگر (اس کے ساتھ) تم (اس کے) سچے فرمانبردار بھی ہو تو اسی پر بھروسہ کرو۔

(۲) "وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝" (المائدہ آیت ۲۴)

ترجمہ: اور اگر تم مومن ہو تو اللہ ہی پر (توکل کرو) پھر (ہم کہتے ہیں اسی پر) توکل کرو۔

تمام سابقہ انبیاء پر ایمان لانے والوں کی طرح خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے والوں (یعنی صحابہ کرامؓ) نے بھی اپنے مخالفین پر اچھی طرح واضح کر دیا کہ ہمارا بھروسہ تو اللہ ہی پر ہے اور ہم کیوں نہ اس پر بھروسہ کریں جبکہ وہ ہمیں بار بار یہی تعلیم دیتا ہے۔ چنانچہ ان کے اس طرزِ عمل کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

"وَمَا لَنَآ اَلَّا نَتَوَكَّلَ عَلَى اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰىنَا سُبُلَنَا ؕ وَلَنَصْبِرَنَّ عَلٰى مَآ اٰذَيْتُمُوْنَا ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ۝" (ابراہیم آیت ۱۳)

ترجمہ: اور ہمیں (یہ ہوا) کیا ہے کہ ہم اللہ پر توکل نہ کریں حالانکہ اس نے ہمارے (مناسب حال) راستے ہمیں دکھائے ہیں اور جو دکھ تم نے ہمیں دے رکھا ہے اس پر ہم یقیناً صبر کرتے چلے جائیں گے اور بھروسہ کرنے والوں کو تو اللہ پر ہی بھروسہ کرنا چاہیئے۔

ان سب آیات سے یہ امر واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ماموروں اور ان پر ایمان لانے والے مومنوں کا توکل اللہ ہی پر ہوتا ہے۔ ابتداء میں جب وہ بالکل بے سروسامان اور بے یار و مددگار ہوتے ہیں اس وقت بھی اپنی کامیابی کے لئے وہ اللہ ہی پر بھروسہ کرتے ہیں اور جوں جوں خدا تعالیٰ کے فضل کے ماتحت انہیں اسباب میسر آتے جاتے ہیں وہ ان اسباب سے حسب استعداد ممکن حد تک فائدہ اٹھانے کے باوجود بھی اپنی کامیابی کے لئے اللہ پر ہی توکل کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ اسباب اور وسائل اس کام کے مقابلہ میں جو ہمارے سپرد کیا گیا ہے کچھ بھی تو حقیقت نہیں رکھتے لیکن ہمارا خدا اپنے وعدوں کا سچا اور ہمہ قدرت و طاقت ہے اس کے آگے کوئی بات بھی انہونی نہیں وہ اسی کے حضور میں جھکتے اور اسی سے اس کی نصرت طلب کرتے ہیں اور اس یقین سے پُر ہو کر اس پر توکل کرتے ہیں کہ وہ ضرور انہیں غلبہ حق کے مقصد میں کامیاب کر دکھائے گا۔ اور پھر جب خدا تعالیٰ حق کو غلبہ عطا کرکے ان کے لئے وسائل اور اسباب مہیا کر دیتا ہے تو وہ بھی ان اسباب و وسائل کو حتی المقدور کام میں لانے کے باوجود ہرگز بھی ان اسباب اور وسائل پر بھروسہ نہیں کرتے بلکہ اس حالت میں بھی ان کا بھروسہ اپنے قادر و عزیز خدا اور اس کی نصرت پر ہی ہوتا ہے اور اس کے حضور وہ طلب نصرت کے لئے گڑگڑاتے رہتے ہیں کیونکہ انہیں بفضل اللہ تعالیٰ یہ معرفت حاصل ہوتی ہے کہ اسباب پر بھروسہ کرنا خطرناک شرک ہے۔ ضروری نہیں کہ اسباب سے کام لینے پر مطلوبہ نتیجہ حاصل ہو کیونکہ اسباب چشم زدن میں برباد اور تہ و بالا بھی ہو سکتے ہیں۔ اسی لئے ہر حالت نامرادی اور مرادیابی میں ان کا سر خدا کے ہی آستانہ پر جھکا رہتا ہے ان کی تو بہر صورت و بہر حال عسر اور یسر دونوں حالتوں میں ایک ہی پکار ہوتی ہے کہ:-

"رَبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَاِلَيْكَ اَنَبْنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ۝" (الممتحنہ آیت ۵)

اے ہمارے رب ہم تجھ پر توکل کرتے ہیں اور تیری طرف جھکتے ہیں اور تیری طرف ہی ہم کو لوٹ کر جانا ہے۔

توکل علی اللہ کی اس بنیادی اہمیت کے پیش نظر ہی سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں حسب استطاعت اسباب اور تدابیر سے کام لینے کی تلقین تو فرمائی ہے لیکن اس پر بھروسہ کرنے سے سختی سے منع کیا ہے بلکہ ہر صورت اور ہر حال میں خدا تعالیٰ پر ہی بھروسہ کرنے کی نہایت پُر زور الفاظ میں بار بار تلقین فرمائی ہے۔ مثال کے طور پر حضور علیہ السلام توکل علی اللہ کی عظمت و اہمیت واضح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

(۱) "چاہیئے کہ تمہارے ہر ایک کام میں خواہ دنیا کا ہو خواہ دین کا خدا سے طاقت اور توفیق مانگنے کا سلسلہ جاری رہے لیکن نہ صرف خشک ہونٹوں سے بلکہ چاہیئے کہ تمہارا سچ مچ یہ عقیدہ ہو کہ ہر ایک برکت آسمان سے ہی اترتی ہے ...... اپنی جانوں پر رحم کرو اور جو لوگ خدا سے بکلّی علاقہ توڑ چکے ہیں اور بکلی اسباب پر گر گئے ہیں۔"

(باقی صفحہ ۵ پر)

جنّوں کی حقیقت

(مکرم محمد الیاس منیر صاحب متعلم جامعہ احمدیہ ربوہ)

(۲)

ششم۔ سورۃ الفتح میں خدا تعالیٰ مومنوں سے یوں مخاطب ہوا ہے:-

لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَتُعَزِّرُوْہُ وَتُوَقِّرُوْہُ

یعنی اے مومنو! میں نے رسول اللہؐ کو اس لئے مبعوث کیا ہے کہ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور تم اس کی مدد کرو اور اس کی عزت دنیا میں قائم کرو۔

اب ذرا غور کیجئے۔ قرآن کریم کے کلمات کے مطابق جنّ بھی مومن ہوئے لیکن اس آیت کے مطابق انہوں نے باوجود جنّ (جس طرح کہ عام لوگ خیال کرتے ہیں) ہونے کے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی کفار کی اذیّت سے بچانے کی کوشش نہیں کی۔ وہ فاقے پر فاقے کرتے رہے لیکن جنّ ان کے لئے ستو کی روٹیاں بھی نہ لا سکے۔ انہوں نے نہ بدر اور نہ اُحد کے موقع پر آنحضورؐ کی مدد کی اور خندق کے موقع پر انہیں اس بات کی توفیق بھی نہ ہوئی کہ وہ ایک رات میں خندق کھود دیں۔ جبکہ (لوگوں کے بقول) وہ حضرت سلیمانؑ کو آسمانوں کی سیر کرایا کرتے تھے۔ کیا ہمارے پیارے آقا ان سے افضل نہ تھے؟ جو انہوں نے ان کی ذرہ برابر بھی مدد نہ کی۔ پس اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جنّ سے مراد مخفی رہنے والے لوگ ہیں نہ کہ کوئی اور دوسری مخلوق۔

ہفتم۔ سورۃ الجنّ میں فرمایا:-

وَاَنَّہٗ کَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ یَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْھُمْ رَھَقًا

یعنی کچھ مرد انسانوں میں سے جنوں کے مردوں کی پناہ لیتے تھے۔ اس طرح انہوں نے جنّوں کو اور بھی ظلم اور گناہ میں بڑھا دیا۔

اس میں جنوں کے لئے رجال کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ جو کہ صرف بنی نوع انسان کے مردوں کے لئے ہے۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جنّ انسان ہی تھے۔ جو کہ عالم الغیب خدا نے جنّوں کے لئے رِجَالٌ کا لفظ استعمال کیا۔

ہشتم۔ حضرت ابن مسعودؓ روایت کرتے ہیں کہ ہم نے ایک رات مکّہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ پایا جس پر فکرمند ہوا۔ صبح ہوئی تو آپ حرا کی طرف سے واپس آئے اور فرمایا کہ مجھے جنّوں کا بلانے والا بلا کر لے گیا تھا۔ میں ان کے پاس گیا اور انہیں قرآن پڑھ کر سنایا۔ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں، پھر آپ ہمیں ساتھ لے گئے اور وہاں جا کر ہمیں ان کے نشان اور آگ جلانے کے نشان دکھلائے۔

اس حدیث سے دو امور اخذ ہوتے ہیں۔ اوّل یہ کہ اگر جنّ واقعی غیر مرئی مخلوق ہیں تو مکّہ میں ہی کیوں نہ آکر حضورؐ سے ملے۔ مکّہ میں نہ آنے کی وجہ تو یہی تھی کہ مکّہ کے لوگوں کو ان کا علم نہ ہو لیکن اگر وہ غیر مرئی ہیں تو مکّہ کے لوگوں کو علم ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ لوگ اجنبی تھے اور مکّہ کے لوگوں سے ڈرتے تھے اس لئے وہ مکّہ نہ آئے بلکہ آنحضورؐ کو بلا کر لے گئے۔

دوم یہ کہ اگر جنّ غیر مرئی مخلوق ہیں اور ان کا کوئی جسم وغیرہ نہیں تو ان کے نشان کیونکر ہوئے جبکہ ان کا کوئی مادّی اور مرئی وجود ہی نہیں۔ کیا کسی نے کسی فرشتے کا نشان کبھی اور کہیں دیکھا ہے؟ اگر نہیں دیکھا تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ فرشتے جو غیر مرئی وجود رکھتے ہیں ان کا کوئی نشان پیدا نہیں ہوتا تو جنّوں کا بھی نہیں پیدا ہونا چاہیئے تھا کیونکہ وہ بھی فرشتوں کی طرح ہیں۔ ان دو باتوں کو یکجا کرنے سے ابن مسعودؓ کی حدیث کا لب لباب یہ نکلتا ہے کہ وہ جنّ انسان ہی ہیں نہ کہ کوئی غیر مرئی علیحدہ مخلوق۔

نہم۔ قرآن پاک نے جنّوں اور انسانوں میں بے شمار مشابہتیں بیان کی ہیں اور کہیں بھی ان دو گروہوں کے درمیان تضاد بیان نہیں کیا۔ سوائے مادۂ تخلیق کے اختلاف کے۔ مثلاً:-

(۱) جنّ شہوانی جذبات رکھتے ہیں اور انسان بھی (۲) جنوں کو عبادتِ الٰہی کے لئے پیدا کیا گیا ہے جبکہ انسان کا مقصد حیات بھی یہی ہے۔ (۳) لوگ جنّوں کو خدا کا شریک بناتے ہیں جبکہ بعض انسانوں کو بھی خدا کا شریک بنایا جاتا ہے۔ (۴) جنّ مریں گے ان کا حساب کتاب ہوگا اور جزا اور سزا بھی ملے گی جبکہ انسان کے ساتھ ایسا ہی ہوگا۔ (۵) جنّ مغرور ہو جاتے ہیں اور انسان کی بھی یہی حالت ہے۔ (۶) جن قرآن پاک کی مثال بنانے سے قاصر ہیں جبکہ انسان بھی یہ کام نہیں کر سکتا۔ (۷) جنّ قرآن پاک سنتے ہیں اور دوسروں کو ہوشیار کرتے ہیں انسان بھی ایسے ہی کرتے ہیں۔ (۸) جنّ انسانوں کے کام کرتے ہیں۔ جبکہ تمام انسان بھی دوسروں کے کام میں ہاتھ بٹاتے ہیں۔

دنیا میں یہ اصول رہا ہے کہ جب دو چیزوں کے درمیان اتنی ساری مشابہتیں ہو جائیں تو ان دونوں چیزوں کو ایک ہی درجہ مل جاتے ہیں۔ گو ان کے ذیلی نام مختلف ہی ہوں لیکن مجموعی طور پر ان کو ایک ہی نام کے تحت کر دیتے ہیں۔ جیسے سائنسدان پوٹاشیم اور سوڈیم دونوں کو دھات کہتا ہے اگرچہ یہ ظاہر طور پر آپس میں بہت مختلف ہوتے ہیں لیکن یہ کسی بھی کیمیائی عمل کے دوران ہمیشہ پروٹان ہی خارج کرتے ہیں۔ اسی لئے ان دونوں کو دھاتوں کے زمرہ میں لایا گیا ہے اگرچہ ان کے دو علیحدہ علیحدہ ہی نام ہیں۔ اسی طرح جنّ انسانوں سے ان مشابہتوں کی بناء پر ایک ہی ہیں۔

قارئین کے اذہان میں یہ خیال پیدا ہو سکتا ہے کہ جنّوں کے متعلق قرآن کریم میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ انہیں آگ سے پیدا کیا گیا ہے اور انسانوں کے متعلق کہا گیا ہے کہ انہیں ایسے سیاہ گارے سے پیدا کیا گیا ہے جس کی حقیقت تبدیل ہو چکی ہو۔ پھر مادۂ تخلیق کے باوجود دونوں ایک کیسے ہو سکتے ہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن کریم میں دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:-

خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ
(الانبیاء ع)

یعنی انسان کو جلدی سے پیدا کیا گیا ہے۔

اسی طرح ایک اور جگہ یہ بتایا گیا ہے:-

اللہ خلقکم من ضعف
(روم ع)

یعنی اللہ تعالیٰ نے تم کو ضعف سے پیدا کیا ہے۔

اب کیا ان آیات میں کوئی تضاد موجود ہے یا ان آیات کا مفہوم کچھ اور ہے؟ دراصل بات یہ ہے کہ عربی زبان میں یہ محاورہ ہے کہ جس چیز میں جو خاصیت پائی جاتی ہو اس کے متعلق کہہ دیتے ہیں کہ یہ فلاں چیز سے پیدا کی گئی ہے۔ اور اس محاورہ کے مطابق مذکورہ بالا آیات کا یہ مفہوم ہوگا کہ جس طرح مٹی میں نقش قبول کرنے کی خاصیت ہے اسی طرح انسان بھی اطاعت کا مادہ اپنے اندر رکھتا ہے۔ پھر انسان کی طبیعت میں عجلت اور جلد بازی ہے اور اسے اس حالت میں پیدا کیا گیا ہے کہ اس کی طبیعت میں کمزوری ہوتی ہے یعنی پیدائش کے وقت بچہ بیمار ہوتا ہے اور دوسرے کی مدد کا محتاج ہوتا ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:-

"حضرت آدمؑ پہلے انسان تھے جنہوں نے اخلاقی اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تمدنی کمال حاصل کیا۔ اس وجہ سے الہام جس کا تعلق تمدن اور اخلاق سے ہے سب سے پہلے آپ پر ہی نازل ہوا۔ پس جو لوگ اس تمدن اور نظام میں شامل ہوئے انہوں نے گویا اپنے نفسوں کو مار دیا اور اللہ تعالےٰ کی اطاعت کا نقش اپنے دلوں پر کندہ کروالیا۔ پس وہ طینی کہلائے کیونکہ طین نقش قبول کرتی ہے اور جن لوگوں نے نظام میں آنے کی نسبت انفرادی آزادی کو مقدم رکھا اور کسی کی اطاعت کا جُوا گردن پر رکھنے سے انکار کردیا وہ ناری کہلائے یعنی جس طرح آگ کا شعلہ قابو میں نہیں آتا اسی طرح وہ بے قابو ہوگئے اور بوجہ زمین کے اندر رہنے کے وہ جن کہلائے۔"

(تفسیر کبیر جلد سوم صفحہ ۵۶۵)

اگر یہ کہا جائے کہ بعض بزرگوں نے جنات کا ذکر کیا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ سب روحانی نظارے ہیں۔ حضرت مصلح موعودؓ تحریر فرماتے ہیں:-

"یہ روحانی نظارے ہیں اور عالمِ مثال میں ایسی باتیں نظر آجاتی ہیں۔ انہوں نے کشف سے بعض امور دیکھے اور چونکہ عوام میں جنات کا عقیدہ تھا اور قرآن کریم میں بھی لفظ جن کا استعمال ہوا ہے انہوں نے ان مثالی وجودوں کو اصلی سمجھ لیا ـــــ میرا ذاتی تجربہ اس بارہ میں یہ ہے کہ کئی مختلف وقتوں میں لوگوں نے مجھے ایسے خطوط لکھے کہ جنات ان کے گھر میں آتے اور فساد کرتے ہیں۔ میں نے ہمیشہ اپنے خرچ پر اس مکان کا تجربہ کرنا چاہا لیکن ہمیشہ ہی یا تو یہ جواب ملا کہ اب ان کی آمد بند ہوگئی ہے یا آپ کے خط آنے یا آپ کا آدمی آنے کی برکت سے وہ بھاگ گئے ہیں۔ میرا اپنا خیال ہے کہ جو کچھ ان لوگوں نے دیکھا ایک اعصابی کرشمہ تھا میرے خط یا پیامبر سے چونکہ انہیں تسلی ہوئی وہ حالت بدل گئی۔"

(تفسیر کبیر جلد ۳ صفحہ ۵۶۶)

ایک دفعہ پھر لفظ "جن" کے معانی کی طرف لوٹیے۔ جہاں جن سے مراد شمالی علاقوں میں رہنے والے لوگ لئے گئے تھے اس کے مطابق اگر یہود کے عقیدے کو پرکھا جائے تو ہمیں معلوم ہوگا کہ وہ کہتے ہیں کہ جن شمالی علاقوں میں رہتے ہیں اسی طرح "مسٹر کی ربی، لیعذر" نے بھی جنوں کو شمالی علاقوں میں رہنے والے قرار دیا ہے اسی طرح ہندوؤں کے عقیدہ کے مطابق بھی جن شمالی علاقوں میں رہتے ہیں۔ اسی طرح مسلمانوں میں جو قصے اور کہانیاں مشہور ہیں۔ ان میں بھی جنات کا مسکن کوہ قاف اور اسی کے پار کا علاقہ قرار دیا گیا ہے جو شمالی علاقہ ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ شمالی علاقوں میں رہنے والے یہ لوگ شدتِ سردی کی وجہ سے اپنے علاقوں میں رہتے تھے ـــــ اور گرمی اور تمدنی حالات کے باعث ان علاقوں میں نہیں آتے تھے اور ہمارے ہاں کے لوگ بوجہ شدتِ سردی وہاں نہیں جاتے تھے اور اس طرح سے یہ دونوں آپس میں ایکدوسرے کے لئے اجنبی ہوگئے۔ اسکے علاوہ شمالی علاقوں کے رہنے والوں کے رنگ بوجہ سردی سفید اور بوجہ استعمال شراب سُرخ ہوتے تھے۔ اسی وجہ سے ایشیا کے لوگ انہیں کوئی الگ مخلوق تصور کرتے تھے ـــــ لیکن درحقیقت یہ یورپی لوگ تھے ـــــ

آخر میں میری دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ اہلِ علم کو جنوں کی اصلیت اور حقیقت معلوم کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ان کے متعلق مختلف قسم کے خطرات اور اوہام سے بچائے۔ آمین۔

سگریٹ نوشی

(مکرم رفیق احمد سعید صاحب شاہد مربی سلسلہ مقیم کوہاٹ)

سگریٹ نوشی ایک لغو عادت ہے اللہ تبارک تعالیٰ نے لغو باتوں سے بچنے کی تاکید فرمائی ہے۔ مومنین کی ایک صفت یہ ہے۔ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ (المومنون آیت ۲) یعنی وہ لغو باتوں سے اعراض کرتے ہیں۔ حقہ نوشی اور سگریٹ کشی لغویات میں شامل ہیں۔ سگریٹ نوش حضرات اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ یہ ایک بُری عادت ہے جس کی اُن کو لت پڑ گئی ہے۔ نفس ان کو ملامت کرتا ہے کہ اس بدعادت کو ترک کردو مگر وہ مجبوری اور بے بسی کا رونا روتے ہیں کہ ہم اس عادت کو چھوڑ نہیں سکتے۔ تمباکو نوشی کے قسم قسم کے بہانے اور توجیہات پیش کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر یہ کہ تھکن دُور ہو جاتی ہے، قبض دُور ہو جاتی ہے وغیرہ وغیرہ۔

حقہ اور سگریٹ نوشی کسی انسان کے لئے کسی عمر میں، کسی ملک میں، کسی موسم میں، کسی حالت میں سوائے نقصان کے ذرہ بھر فائدہ رساں ثابت نہیں ہوتی۔ سگریٹ نوشی سے صحت تباہ ہوتی ہے، وقت ضائع ہوتا ہے، دولت تباہ و برباد ہوتی ہے۔ تمباکو نوشی ایک زہریلا سانپ ہے اور ایک کھا جانے والی آفت ہے یہ جائیدادوں کو تباہ کرنے کی دیا سلائی ہے۔ ہزاروں مکان اور جائیدادیں سگریٹ نوشی کے باعث آگ لگ جانے سے تباہ ہوئیں۔ (دیکھو اخبارات ۱۹۵۵ء)

تمباکو نوشی اپنی دولت کو دھواں بنا کر ہوا میں اُڑانا ہے۔ نوٹوں کے بنڈلوں کو آگ میں جلانا ہے۔ یہ ایک ایسی چیز ہے جو نہ دین کے لئے فائدہ مند ہے اور نہ دنیا کے لئے فائدہ مند۔ یہ نہ صحت بخش ہے نہ طاقت بلکہ صحت، حسن اور جوانی کی دشمن ہے۔

سگریٹ نوشی موجودہ زمانے کی ہولناک لعنتوں میں سے ایک ہے۔ جس کے عوض انسانی جسم دل کے عارضے سرطان (کینسر)، کھانسی، دمہ، بلغم، سل اور دق کی آماجگاہ بن جاتا ہے۔ روزنامہ "نوائے وقت" لکھتا ہے:-

"تمباکو کی الرجی سے امراضِ قلب کا گہرا تعلق معلوم ہوتا ہے۔ اس سلسلہ کی تحقیقات کے دوران یہ پتہ چلا ہے کہ سگریٹ نوشی کے عادی افراد میں سے کئی ایک تمباکو کی لحمیات سے حساسیت کا شکار ہوتے ہیں۔ اگر ایسی لحمیات جو کہ تمباکو کے دھوئیں میں موجود ہوتی ہیں مسلسل ان کے خون میں داخل ہوتی رہیں تو ان میں اکثر کو دل کی بیماری لاحق ہوجاتی ہے۔ کارنیل یونیورسٹی ڈاکٹر بیکر نے تمباکو کے پتوں سے ایک ایسی تریاق زا پروٹین تیار کی ہے جس کو اگر انسانی خون میں داخل کیا جائے تو وہ بیشتر افراد میں ایسی حساسیت پیدا کر دیتی ہے جو عارضہ قلب پر منتج ہوتی ہے۔ اس پروٹین کی موجودگی سگریٹ کے دھوئیں کے مواد میں ثابت کی جا چکی ہے۔" (روزنامہ نوائے وقت راولپنڈی ۲ر فروری ۱۹۷۷ء)

ڈاکٹر ایم۔ اے فاروقی سرطان (کینسر) ایک لاعلاج مرض کے تحت لکھتے ہیں:-

"عام لوگوں کی نسبت سگریٹ نوش حضرات تقریباً بیس فیصد زیادہ پھیپھڑوں کے سرطان کا شکار ہوتے ہیں۔"

(نوائے وقت راولپنڈی)

سگریٹ نوشی نہ صرف ہلاکت ہے بلکہ دولت کا ضیاع بھی ہے۔ سگریٹ نوش حضرات اپنی وہ دولت جو سگریٹ نوشی پر فضول خرچ کرتے ہیں اگر وہ یہی رقم اللہ تعالیٰ کی راہ میں صرف کریں یا کسی یتیم کی پرورش پر لگائیں یا اس سے کسی بیوہ کی امداد کریں یا کسی غریب (جو روٹی کا محتاج ہے) پر خرچ کریں تو وہ کس قدر ثواب اور انعام کے مستحق ہوں اور اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو جائے ان کے لئے رحمت اور بخشش کے دروازے کھل جائیں۔ دراصل لوگ اس بدعادت کو چھوڑنے کی کوشش نہیں کرتے۔ اگر لوگ اس بدعادت کے بداثرات پر غور و خوض کریں اور اللہ تعالیٰ کے اس فرمان اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ کو مدنظر رکھیں جس میں بتایا گیا ہے کہ فضول خرچی کرنے والے شیطان کے بھائی بند ہیں اور شیطان اللہ تعالیٰ کا دشمن ہے تو وہ فوراً اس بدعادت اور لغو فعل کو چھوڑنے کی کوشش کریں گے اور کبھی پسند نہیں کریں گے کہ وہ شیطان کے بھائی بن جائیں اور اس طرح اللہ تعالیٰ کی ناراضگی مول لیں۔

قارئین حضرات! اگر اس مجموعی دولت کا حساب لگایا جائے جو وطنِ عزیز پاکستان کے باسی اس بدبودار، ناپاک اور خبیث چیز پر ضائع کر رہے ہیں تو آپ حیران ہوں کہ اس رقم سے کتنی یونیورسٹیاں اور دارالعلوم قائم کئے جانے اور دارالمساکین تعمیر کئے جا سکتے ہیں اور کتنے کارخانے لگائے جا سکتے ہیں اور لاکھوں غریبوں کے لئے کپڑے روٹی کا انتظام ہو سکتا ہے۔ جتنی زمین اس بدبودار پودے کی کاشت کے لئے زیر رو کی جاتی ہے۔ اس میں لاکھوں انسانوں کے غلہ اور کپڑے کے لئے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کیا بس بوئی جا سکتی ہے۔ ابتدائے دنیا سے اب تک جس قدر مالی، اخلاقی نقصان اور وقت کی اضاعت اور دین کی اہانت تمباکو نوشی کے ذریعہ ہوتی ہے شاید ہی کسی دوسری چیز سے ہوئی ہوگی۔

سگریٹ نوشی کے بارے میں دلچسپ اعداد و شمار بھی دیکھنے میں آئے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ کس قدر رقم سگریٹ نوشی پر خرچ کی جا رہی ہے۔ اس کی ایک جھلک "خبرنامہ طب" سے ملاحظہ کیجئے:-

"پاکستانی شہری سال بھر میں ایک ارب دس کروڑ روپے مالیت کی سگریٹیں پی جاتے ہیں اس طرح ایک دن میں ۳۰ لاکھ ۱۴ ہزار روپے اور ایک گھنٹہ میں ایک لاکھ ۵ ہزار روپے مالیت کی سگریٹیں پی جاتے ہیں ان میں غیر ملکی ساخت کے سگریٹ سگار وغیرہ کو شامل نہیں جو پاکستان میں فروخت ہوتے ہیں۔ مرکزی وزارت خزانہ کے شائع کردہ کتابچہ میں دیئے گئے اعداد و شمار کے مطابق گزشتہ سال کے دوران پاکستان میں ۲۲ ارب سگریٹ تیار کئے گئے۔ اس طرح سگریٹ ساز کارخانوں نے ان کی فروخت سے ایک ارب دس کروڑ روپے حاصل کئے۔ اس رقم سے ۴۷ سپر سانک لڑاکا جیٹ طیارے یا ساڑھے پانچ سو ٹینک یا بحریہ کے لئے دس تباہ کن جہاز خریدے جا سکتے ہیں۔"

(خبرنامہ طب بحوالہ ماہنامہ خالد ص ۳۶ ۔ ۱۹۶۷ء)

اب جو خبر نوائے وقت میں چھپی ہے اسے بھی ملاحظہ فرمایئے۔ نوائے وقت ۔ سگریٹوں میں اضافہ کے عنوان سے لکھتا ہے:-

"۱۵ مارچ (اپ پ) ملک میں سگریٹوں خصوصاً سستے سگریٹوں کا استعمال میں گزشتہ دس سال میں سات فیصد سالانہ اضافہ ہوا ہے۔ ایک سروے کے مطابق ملک میں سگریٹ کا فی کس استعمال ۴۱۱ سالانہ ہے تاہم اب بھی برطانیہ، امریکہ اور جاپان میں سگریٹ کے استعمال کے مقابلہ میں کم ہے۔"

(نوائے وقت راولپنڈی ۱۵ مارچ ۱۹۷۷ء ص ۸)

سگریٹ نوشی موجودہ زمانہ کی لعنتوں میں سے ایک ہے۔ ہر مسلمان کو اس لعنت سے بچنا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے کاموں سے منع فرمایا ہے جس سے انسان ہلاکت کے گڑھے میں گر پڑے جیسا کہ فرمایا:-

"وَلَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّھْلُکَۃِ"

یعنی ایسے کام نہ کرو جن سے تمہاری جانیں ہلاکت میں پڑیں۔

بہتر یہ ہے کہ انسان لغویات سے بچے اور اچھے اخلاق اور اچھی عادات کو اپنائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو ہمارے لئے اسوۂ حسنہ ہیں۔ فرماتے ہیں:-

"حَسِّنُوْا اَخْلَاقَکُمْ"

یعنی نیک اخلاق بنو۔

اچھی عادات کو اپناؤ۔ بدعادات کو چھوڑنا کوئی مشکل نہیں۔ صرف نیت اور پختہ ارادے کی ضرورت ہے۔ انسان اگر پختہ ارادہ کرلے اور ساتھ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا رہے کہ اس کا نفس جس بات کے کرنے کو اس سے کہے گا وہ اس کے خلاف کرے گا کیونکہ ہر چیز کو اس کے مخالف اشیاء ہی رد کر سکتی ہے جس طرح گرمی کی بیماری سرد دواؤں سے رفع ہو جاتی ہے۔

وہ شخص جو ہمیشہ خلاف اصول کام کرتا ہے دراصل اس کو یہ بیماری ہوتی ہے جس کی وجہ سے خلاف طبیعت کاموں سے اسے لطف آنے لگتا ہے اور ایسا آدمی بیمار ہوتا ہے جو شریعت اسلام کے خلاف کام کرتا ہے اور جب تک وہ نفس کی خواہشات کی مخالفت نہیں کرے گا۔ اس وقت تک ٹھیک نہیں ہو سکتا۔ اس لئے ہر مسلمان کو چاہیئے کہ وہ بدعادات، لغو اور بیہودہ باتوں سے اجتناب کرے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا پڑھا کرتے تھے:-

"اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ مُنْکَرَاتِ الْاَخْلَاقِ وَالْاَعْمَالِ وَالْاَھْوَاءِ"

(ترمذی کتاب الدعوات باب جامع الدعوات ۹۸/۲)

یعنی اے اللہ تعالیٰ! میں بُرے اخلاق اور بُرے اعمال اور بُری خواہشات سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو لغو عادات سے بچائے آمین ثم آمین!

احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ محترمہ والدہ مرحومہ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا کرے اور ہم سب کو صبر کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

(الطاف احمد خان ریڈیو سروس
دارالبرکات ربوہ)

"اداریہ" صفحہ ۲ سے آگے

یہاں تک کہ طاقت مانگنے کے لئے وہ منہ سے ان شاء اللہ بھی نہیں نکالتے ان کے پیرو مت بن جاؤ۔ خدا تمہاری آنکھیں کھولے تا تمہیں معلوم ہو کہ تمہارا خدا تمہاری تمام تدابیر کا شہتیر ہے۔ اگر شہتیر گر جائے تو کیا کڑیاں اپنی چھت پر قائم رہ سکتی ہیں؟ نہیں، بلکہ یکدفعہ گریں گی اور احتمال ہے کہ اس سے کئی خون بھی ہو جائیں۔ اسی طرح تمہاری تدابیر بغیر خدا کی مدد کے قائم نہیں رہ سکتیں۔"

(کشتی نوح مطبوعہ ۱۹۰۲ء)

(۲) "سو تمہاری عقلمندی اسی میں ہے کہ تم چشمہ کو پکڑو نہ شاخ کو۔ تمہیں دوا اور تدبیر سے ممانعت نہیں ہے مگر ان پر بھروسہ کرنے سے ممانعت ہے اور آخر وہی ہوگا جو خدا کا ارادہ ہوگا۔ اگر کوئی طاقت رکھے تو توکل کا مقام ہر ایک مقام سے بڑھ کر ہے۔"

(کشتی نوح)

گمشدہ اشیاء کے مالکان توجہ فرمائیں!

جلسہ سالانہ دسمبر ۱۹۷۶ء کے موقعہ پر گم ہونے والی مندرجہ ذیل اشیاء بذریعہ نظامت معلومات و گمشدہ اشیاء دفتر ہذا میں پہنچی تھیں۔ ان کی فہرست شائع کروائی جا رہی ہے۔ متعلقہ احباب اپنی اشیاء کا مطالبہ کرتے وقت ان کی شناخت ضرور تحریر فرمائیں تا کہ متعلقہ اشیاء ان کے صحیح مالکان کو ہی مل سکیں۔

جو اشیاء اعلان ہذا سے ایک ماہ تک مالکان نے حاصل نہ کیں۔ ایسی اشیاء ایک ماہ گزرنے کے بعد مستحقین میں تقسیم کر دی جائیں گی:-

نظر کی عینکیں (۲ عدد) مفلر (۱۲ عدد) سویٹر (۲ عدد) رومال (پانچ عدد) پاجامہ و سکارف گرم (۲ عدد) رومال بڑے (۳ عدد) تولیے (۴ عدد) چابیاں مختلف (۸ عدد) ڈبہ سلور خالی (۱ عدد) جراب بچگانہ ایک پاؤں (۶ عدد) جوتے زنانہ و بچگانہ ایک پاؤں (۱۸ عدد) ٹوپیاں اونی (۴ عدد) چادریں مردانہ و زنانہ (۲ عدد) ڈبہ سلور معہ ڈھکنا (۱ عدد) ہاٹ (ایک چھینکا) کوٹ بچگانہ (۱ عدد) جیکٹ اونی (۱ عدد) کلپ (۱ عدد) تالا چھوٹا بغیر چابی (۱ عدد) زنجیری چھوٹی (۱ عدد) انگوٹھی طلائی (۱ عدد) مائیک ٹیپ ریکارڈر (۱ عدد) نقدی (مختلف جگہوں سے) پین (۱ عدد) ٹوتھ برش و پیسٹ معہ انڈرویئر۔ تھیلے سوتی (۲ عدد معہ دستر خوان ایک عدد) سویٹر (۱ عدد) ٹوپیاں۔ (۲ عدد)

(ناظر ضیافت ربوہ)

قائدین مجلس خدام الاحمدیہ کی فوری توجہ کیلئے

قائدین مجالس خدام الاحمدیہ درج ذیل امور کی طرف فوری توجہ فرمائیں:-

(۱) رپورٹ کارگزاری ماہ جون خدام و اطفال جلد ارسال فرمائیں۔

(۲) ماہ جولائی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب "لیکچر لاہور" کا مطالعہ کروائیں۔

(۳) مرکزی امتحانات خدام و اطفال کے حل شدہ پرچے مرکز میں جلد بھجوائیں۔

(۴) وقف جدید اطفال کے نئے معاونین خاص کے وعدوں اور وصولی کی طرف توجہ فرمائیں

(۵) بجٹ کی جملہ مدات کی تدریجی وصولی فرمائیں

(۶) تمام خدام و اطفال کو سالانہ اجتماع کی تاریخوں کی اطلاع فرمائیں اجتماع مورخہ ۲۱، ۲۲، ۲۳ اخاء/اکتوبر ۱۳۵۶ہش / ۱۹۷۷ء بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار ربوہ میں منعقد ہوگا۔ ان شاء اللہ العزیز۔

(۷) صد سالہ جوبلی کی نفلی عبادات کی بجا آوری کے لئے خدام کو بار بار توجہ دلاتے رہیں۔

(معتمد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

شکریہ احباب

میری والدہ محترمہ امۃ الرحمن صاحبہ اہلیہ مولوی رشید الرحمن صاحب مرحوم [illegible] حال محلہ دارالبرکات ربوہ کی وفات پر بہت سے دوستوں [illegible] ہمدردی کے خطوط موصول ہوئے ہیں اور ابھی تک موصول ہو رہے ہیں۔ ان سب کو فرداً فرداً جواب دینا مشکل ہے لہٰذا بذریعہ الفضل ہم سب کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اصحاب مسیح موعود علیہ السلام

جو موصی ہیں توجّہ فرماویں

ایسے موصی اصحاب جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں بچے تھے اگر انہوں نے اپنے والدین کی احمدیت کی حالت میں کم از کم بارہ سال کی عمر میں حضور علیہ السلام کو دیکھا ہو اور اس زمانہ کا کوئی بھی واقعہ یا روایت انہیں یاد ہو تو وہ نظارت بہشتی مقبرہ کو مندرجہ ذیل کوائف سے اطلاع دیں:۔

ا۔ تاریخ بیعت ب۔ احمدیت کی حالت میں یا اپنے والدین کی احمدیت کی حالت میں حضور علیہ السلام سے کس عمر میں اور کب ملاقات ہوئی یا سب سے پہلے حضور علیہ السلام کو انہوں نے کب اور کہاں دیکھا۔ اس وقت کا کوئی واقعہ یا روایت انہیں یاد ہو تو وہ لکھ بھیجیں۔

نوٹ:۔ یہ تمام کوائف موصیوں کے اپنے دستخط کے ساتھ وہ یا اقرباء دفتر کو ارسال فرماویں۔

کسی موصی کی وفات کے بعد ورثاء کی طرف سے ایسے کوائف قبول نہیں کئے جائیں گے۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز۔ ربوہ)

صد سالہ احمدیہ جوبلی فنڈ

ابدی خوشی اور دائمی آرام کی روشنی حاصل کرنے کا طریق

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام فرماتے ہیں:۔

"بات یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی رضامندی جو حقیقی خوشی کا موجب ہے حاصل نہیں ہو سکتی جب تک عارضی تکلیفیں برداشت نہ کی جائیں۔ خدا ٹھگا نہیں جا سکتا۔ مبارک ہیں وہ لوگ جو رضاءِ الٰہی کے حصول کے لئے تکلیف کی پرواہ نہ کریں کیونکہ ابدی خوشی اور دائمی آرام کی روشنی اس عارضی تکلیف کے بعد مومن کو ملتی ہے۔" (ملفوظات جلد اوّل صٓ۴۶)

اگر آپ اپنے اموال میں سے اللہ تعالیٰ کی رضاء کے حصول کی خاطر تنگی برداشت کرکے مالی قربانی کریں گے تو آپ کی یہ عارضی تکلیف اور مالی تنگی آپ کی ابدی خوشی اور دائمی آرام کی روشنی میں تبدیل ہو جائے گی۔ انشاء اللہ۔ غلبۂ اسلام کی خاطر صد سالہ احمدیہ جوبلی فنڈ میں اپنی رقوم جمع کرواتے جائیے۔ آپ کا وعدہ مرحلہ وار پورا ہوتا جانا چاہیئے۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

(سیکرٹری صد سالہ احمدیہ جوبلی فنڈ)

چندہ مہمان خانہ جلسہ سالانہ

مہمان خانہ جلسہ سالانہ کی تعمیر کے لئے مندرجہ ذیل اضلاع کے ذمہ رقوم لگائی گئی تھیں:۔

لاہور۔ شیخوپورہ۔ گوجرانوالہ۔ گجرات۔ جہلم۔ کیمبلپور۔ ملتان۔ ساہیوال۔ لائلپور۔ ڈیرہ غازی خان۔ جھنگ۔ ہزارہ۔ سکھر۔ جیکب آباد۔ لاڑکانہ۔ خیرپور۔ نوابشاہ۔ حیدرآباد۔ دادو۔ بدین۔ سانگھڑ۔ تھرپارکر۔

احبابِ جماعت کی خدمت میں درخواست ہے کہ وَسِّعْ مَكَانَكَ کے الٰہی ارشاد کی تعمیل کے لئے جاری کردہ اِس تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لیں اور حتی الوسع جلد نقد ادائیگی فرمائیں۔

تمام رقوم افسر صاحب خزانہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ کے نام امانت تعمیر مہمان خانہ جلسہ سالانہ کھاتہ ۶۸۵۵/۲۰۸-۲۷ میں جمع کروانے کے لئے بھجوائی جائیں اور اس کی اطلاع افسر جلسہ سالانہ ربوہ کو بھجوائی جائے۔

(افسر جلسہ سالانہ)

زکوٰۃ ——— ایک اہم فریضہ

زکوٰۃ دینے والوں کے لئے اللہ تعالیٰ اپنی وسیع رحمت مقدر فرما دیتا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ ۚ فَسَأَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِنَا يُؤْمِنُوْنَ ۝

(الاعراف: ۱۵۷)

ترجمہ:۔ اور میری رحمت ہر شے پر حاوی ہے۔ پس اس (رحمت) کو ان لوگوں کے لئے مقدر کر دوں گا جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں۔ زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور ہماری آیات پر ایمان لاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی وسیع رحمتوں کے بغیر کسی جان کے لئے دینی دنیوی سکون راحت، خوشی اور نجات کا حصول ممکن نہیں۔ جن اعمال سے انسان اس وسیع رحمت کا وارث بنتا ہے ان میں ایک زکوٰۃ ہے۔ دوست اپنی زکوٰۃ کی رقوم جلد از جلد مرکز میں بھجوا کر ممنون فرماویں۔

اللہ تعالیٰ سب بھائیوں کو ان وسیع رحمتوں سے نوازے اور ان کے حصول کے لئے ضروری اعمالِ حسنہ کے بجا لانے کی توفیق بخشے۔ آمین

(ناظر بیت المال (آمد) ربوہ)

طلبہ جامعہ احمدیہ کی توجّہ کے لئے

جامعہ احمدیہ کے جن طلبہ کی کسی مضمون میں کمپارٹمنٹ آئی ہے یا انہوں نے سپلیمنٹری امتحان دینا ہے ان کا امتحان مورخہ ۱۸ ستمبر ۱۹۷۷ء سے شروع ہوگا۔

تفصیلی ڈیٹ شیٹ جامعہ کے نوٹس بورڈ پر ایک ہفتہ پہلے آویزاں کر دی جائے گی امید ہے کہ طلبہ ابھی سے تیاری کا اہتمام کریں گے۔ اللہ تعالیٰ کی خاص مدد و نصرت ان کے ساتھ ہو۔ آمین

(پرنسپل جامعہ احمدیہ۔ ربوہ)

ناظمین اطفال متوجّہ ہوں

ناظمین اطفال کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ یکم تا ۱۰ اگست عشرہ وصولی منایا جائے گا۔ اس سلسلہ میں آپ سے گزارش ہے کہ دوران عشرہ نہ صرف تدریجی بلکہ مکمل بجٹ ادا فرما کر السّابقون الاوّلون میں شامل ہوں۔

(سیکرٹری مال اطفال الاحمدیہ مرکزیہ۔ ربوہ)

اہلِ ربوہ کے لئے خوشخبری

خاکسار سوئی گیس کے منظور شدہ ٹھیکیدار برائے گھریلو پائپ فٹنگز میسرز اشرف برادرز لائلپور کی طرف سے ربوہ میں نمائندہ مقرر کیا گیا ہے اور کم اخراجات مگر بہتر کوالٹی پر کام کے لئے حاضرِ خدمت ہے۔

بشیر احمد سیال
شمع ایر و انجینئرنگ سروس
۸/۱۱ غلہ منڈی / رحمت بازار ربوہ

اخبارِ احمدیہ

(بقیہ صفحہ اوّل)

اِس قرآنی صداقت کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بڑی شدومد کے ساتھ پیش کیا ہے۔ اِس قرآنی صداقت کی اہمیّت کو سمجھنا، اس پر ایمان لانا اور اس پر عمل پیرا ہو کہ ہر کام میں صحیح رہنمائی حاصل کرنا وقت کی سب سے اہم ضرورت ہے۔

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴